| عنوان / تبویب | مضمون سوال وجواب | مستفتی | تاریخ نقل فتاویٰ | فتویٰ نمبر مع رجسٹر |
|---|---|---|---|---|
| | | | ۱/۲۷ | ۱ |
| | | | ۲۹ | ۱۰۲۳ |

سوال:...... جب دو ممالک میں قربانی کے ایام مختلف ہوں اور ان میں سے ایک ملک کا رہنے والا دوسرے ملک کے کسی شخص کو اپنی قربانی کا وکیل بنائے تو کیا موکل کے ملک میں قربانی کے ایام شروع ہونے سے پہلے یا موکل کے ملک میں ایام قربانی ختم ہونے کے بعد وکیل اپنے موکل کی قربانی اپنے ملک میں کر سکتا ہے یا نہیں جبکہ وکیل کے ملک میں قربانی کا وقت اس وقت موجود ہے، اور اگر کسی موکل نے اپنے ملک میں قربانی کے ایام ختم ہونے کے بعد وکیل کے ملک میں اپنی طرف سے قربانی کروائی ہو تو اس کی قربانی کا کیا حکم ہے کیا وہ معتبر ہوگی یا تصدق لازم ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الجواب حامداً ومصلیاً**

صورتِ مسئولہ میں مؤکل کے ملک میں قربانی کے ایام شروع ہونے سے پہلے وکیل کے ملک میں مؤکل کی طرف سے قربانی کرنا درست نہیں ہے کیونکہ قربانی کے نفسِ وجوب کا سبب "وقت" ہے جو دس ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے شروع ہو کر بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک ہے اور نفس وجوب کا تعلق ذمۂ مکلف سے ہوتا ہے اور "ذمہ" کا محل مکلف ہے لہذا نفس وجوب میں مکلف کے محل کا اعتبار ہوگا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جہاں مؤکل (مضحی) رہ رہا ہے وہاں "وقت" شروع ہو چکا ہو اگر وہاں "وقت" شروع ہی نہ ہوا ہو تو اس کی طرف سے قربانی کرنا نفس وجوب سے پہلے "اداء" کرنا لازم آئیگا اور وجوب سے پہلے اداء کا اعتبار نہیں، اس لئے مؤکل کے ملک میں قربانی کے ایام شروع ہونے سے پہلے اس کی طرف سے قربانی کرنا شرعاً معتبر نہیں ہوگا۔ (مأخذہ: تبویب ۱/۳۹۳)

مؤکل کے ملک میں قربانی کے ایام گزر جانے کے بعد وکیل کے ملک میں جبکہ وکیل کے ملک میں قربانی کے ایام موجود ہوں مؤکل کی طرف سے قربانی کرنے سے متعلق کوئی صریح جزئیہ حضراتِ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات میں نہیں ملا، البتہ اصولی طور پر جواز اور عدم جواز دونوں کے کچھ نہ کچھ دلائل موجود ہیں۔ جواز کی وجوہات یہ معلوم ہوتی ہیں کہ:

الف...... بدائع الصنائع، کتاب الاضحیۃ میں مؤکل کی طرف سے وکیل کے شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کے عدم جواز کو بیان کرتے ہوئے حضرات صاحبین رحمہما اللہ کی یہ دلیل مذکور ہے کہ

ان القربة فی الذبح والقربات المؤقتة یعتبر وقتها فی حق فاعلها لا فی حق المفعول عنه

یعنی قربات موقتہ میں فاعل کے ہاں کا وقت کا اعتبار ہے مفعول عنہ کے ہاں کے وقت کا اعتبار نہیں۔

www.facebook.com/masimfarooq

یہ اصول اگرچہ وکیل کے شہر میں نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنے کے مسئلہ کے سیاق میں بیان ہوا ہے لیکن اس کے الفاظ عام ہیں اس عموم سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مؤکل (مفعول عنہ) کے ملک میں ایامِ قربانی گزر جانے کے باوجود وکیل (فاعل) کے ملک میں مؤکل کی طرف سے قربانی جائز ہونی چاہئے۔ (دیکھئے عبارت نمبر: ۱)

یہ بات واضح رہے کہ حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے مذکورہ اصول سے یہ مسئلہ اَخذ کرنا درست نہ ہوگا کہ جب مفعول عنہ کے ہاں کے وقت کا اعتبار نہیں تو مفعول عنہ کے ہاں ایامِ نحر شروع ہونے سے پہلے اس کی طرف سے قربانی کرنا درست ہونا چاہئے؟ درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نفسِ وجوب کے لئے وقتِ اضحیہ سبب ہے اور جب تک نفسِ وجوب کا سبب متحقق نہیں ہوگا اس وقت تک وجوب متحقق نہ ہوگا اور نفسِ وجوب کا تعلق ذمۂ مکلف سے ہے اور ذمہ کا محل مکلف ہے، لہذا نفسِ وجوب کے لئے مکلف (یعنی صورت مسئولہ میں مفعول عنہ) کے محل کا اعتبار ہوگا اور جب تک مکلف (مفعول عنہ) کے ہاں نفسِ وجوب کا سبب یعنی ایامِ نحر متحقق نہ ہونگے اس وقت تک اس کی طرف سے قربانی کرنا معتبر نہ ہوگا۔

ب...... مؤکل کے حق میں نفسِ وجوب کا سبب یعنی "وقتِ اضحیہ" متحقق ہوگیا ہے اور وکیل کے ملک میں جہاں قربانی کا جانور ہے وہاں وقتِ اضحیہ باقی ہے اور اداء میں مکانِ اضحیہ کا اعتبار ہے کیونکہ "اداء" فعل ہے اور فعل کا محل مال ہے جو بابِ اضحیہ میں قربانی کا جانور ہے، لہذا اس وجہ سے بھی وکیل کے ملک میں قربانی درست ہونی چاہئے۔ (دیکھئے عبارت نمبر: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵)۔ (اگرچہ جن عبارات سے مطلقاً اداء میں مکانِ اضحیہ کا اعتبار ہونا مفہوم ہوتا ہے ان میں دوسرے مفہوم کا بھی احتمال ہے اور وہ یہ کہ مکانِ اضحیہ کے اعتبار کا تعلق مطلقاً اداء سے نہ ہو بلکہ صرف مصری اور سوادی کے وقتِ اضحیہ میں جو فرق ہے، اس سے ہو)

ج...... قربانی میں اصل واجب اراقۃ الدم ہے لہذا جب تک اراقۃ الدم ممکن ہو اس وقت تک "تصدق" کا حکم نہیں لگنا چاہیے، اور بذریعہ وکالت دوسرے ملک میں اراقۃ الدم ممکن ہے۔ (دیکھئے عبارت نمبر: ۶)

ان وجوہات کی وجہ سے مؤکل کے ملک میں قربانی کے ایام گزر جانے کے باوجود وکیل کے ملک میں مؤکل کی طرف سے قربانی کرنا درست معلوم ہوتا ہے۔

عدم جواز کی بنیادی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ قربانی کے ایام شرعاً تین دن ہیں، مؤکل کے ملک میں تینوں دن گزر جانے کے بعد اب قربانی خود مؤکل کے لئے مشروع نہیں رہی اور بطورِ قربانی جانور ذبح کرنے کا حکم اس سے ساقط ہوگیا اور تصدق واجب ہوگیا اس لئے اب اگر وکیل اپنے ملک میں اس کی طرف سے قربانی کرلے تب بھی قربانی ادا نہیں ہونی چاہئے۔ (دیکھئے عبارت نمبر: ۷، ۸، ۹، ۱۰)

خلاصہ یہ کہ اس مسئلہ میں جواز اور عدم جواز دونوں احتمالات ہیں اور کتب فقہ میں تلاش بسیار کے باوجود کوئی

www.facebook.com/masimfarooq

صریح جزئیہ نہیں ملا اور مسئلہ قربانی جیسی عبادت سے متعلق ہے جو غیر مدرک بالقیاس ہے لہذا قربانی کو مشکوک ہونے سے بچانے کے لئے احتیاط اس میں ہے کہ وکیل کے ملک میں جب قربانی کی جائے تو مؤکل کے ملک میں بھی قربانی کا دن موجود ہو...... تاہم اگر کسی مؤکل نے جواز والی وجوہات کی بنیاد پر وکیل کے ملک میں قربانی کروادی ہے تو اس کو بھی غیر معتبر قرار نہیں دیا جائیگا (لوجود الاحتمال فی نصوص الفقهاء رحمهم الله) لیکن اس کے باوجود تصدق کر دینے میں احتیاط ہے۔

**(۱)...... فی بدائع الصنائع (ج٤ص ۲۱۴)**

امالذی یرجع الی وقت التضحیة فهو انها لاتجوز قبل دخول الوقت ،لان الوقت کما هو شرط الوجوب فهو شرط جواز اقامة الواجب کوقت الصلاة فلایجوز لاحد ان یضحی قبل طلوع الفجر الثانی من الیوم الاول من ایام النحر ویجوز بعد طلوعه،وسواء کان من اهل المصر او من اهل القری غیر ان للجواز فی حق اهل المصر شرطا زائدا وهو ان یکون بعد صلاة العید لایجوزتقدیمها علیه عندنا ......فان کان هو فی المصر والشاة فی الرستاق او فی موضع لایصلی فیه وقد کان امر ان یضحوا عنه فضحوا بها بعد طلوع الفجر قبل صلاة العیدفانها تجزیه وعلی عکسه لوکان هو فی الرستاق والشاة فی المصر ،وقد امر من یضحی عنه فضحوا بها قبل صلاة العید فانها لاتجزیه وانما یعتبر فی هذا مکان الشاة لامکان من علیه ،هکذاذکرمحمد علیه الرحمة فی النوادر وقال انما انظر الی محل الذبح ولا انظر الی موضع المذ بوح عنه وهکذاروی الحسن عن ابی یوسف رحمه الله یعتبر المکان الذی یکون فیه الذ بح ولایعتبر المکان الذی یکون فیه المذبوح عنه وانماکان کذلك ،لان الذبح هو القربة فیعتبر مکان فعلها لامکان المفعول عنه۔

وان کان الرجل فی مصر واهله فی مصر آخر فکتب الیهم ان یضحوا عنه روی عن ابی یوسف انه اعتبر مکان الذبیحة فقال ینبغی

www.facebook.com/masimfarooq

لهم ان لايضحوا عنه حتى يصلى الامام الذى فيه اهله ،وان ضحوا عنه قبل ان يصلى لم يجزه ،وهو قول محمد عليه الرحمة۔

وقال الحسن بن زياد :انتظرت الصلاتين جميعاوان شكوا فى وقت صلاة المصر الآخر انتظرت به الزوال فعنده لايذبحون عنه حتى يصلوا فى المصرين جميعا،وان وقع لهم الشك فى وقت صلاة المصر الآخر لم يذبحوا حتى تزول الشمس فان زالت ذبحوا عنه۔

وجه قول الحسن ان فيما قلنا اعتبار الحالين ،حال الذبح وحال المذ بوح عنه فكان اولى ۔

ولابى يوسف ومحمد رحمهماالله ان القربة فى الذبح والقربات الموقتة يعتبر وقتها فى حق فاعلها لا فى حق المفعول عنه۔

(٢)......فى الهداية( ج٤ص٤٤٥)

وقت الاضحية يدخل بطلوع الفجر من يوم النحرالاانه لايجوز لاهل الامصارالذبح حتى يصلى الامام العيد فامااهل السوادفيذبحون بعد الفجر......ثم المعتبر فى ذلك مكان الاضحية حتى لو كانت فى السوادو المضحى فى المصر يجوز كما انشق القمر ولو كان على العكس لايجوزالابعد الصلاة ......وهذا لانهاتشبه الزكوٰة من حيث انهاتسقط بهلاك المال قبل مضى ايام النحر كالزكوٰة بهلاك النصاب فيعتبر فى الصرف مكان المحل لامكان الفاعل اعتبارابها بخلاف صدقة الفطر لانها لاتسقط بهلاك المال بعد ما طلع الفجرمن يوم الفطر ۔

(٣)......وفى الكفاية (ج٨ص٤٣١)

(قوله فيعتبر فى الصرف ) أى فى الاراقة مكان المحل أى المال لامكان الفاعل اعتبارا بالزكوٰة بخلاف صدقة الفطر لانها لاتسقط بهلاك المال بعد ما طلع الفجر من يوم الفطر فكان محلها الذمة فاعتبرنافيها مكان المؤدى لامكان الولد والرقيق على ماعليه الفتوىٰ۔

www.facebook.com/masimfarooq

(٤)......وفى فتاوى قاضيخان (ج٣ص٣٤٥)

ولوكان هو فى مصر وقت الاضحية واهله فى مصر آخر فكتب الى الاهل وامرهم بالتضحية فى ظاهر الرواية يعتبر مكان الاضحية۔

(٥)......وفى البحر الرائق (ج٨ص ٣٢١)

والمعتبر فى ذلك مكان الاضحية حتى لوكانت فى السواد والمضحى فى المصر يجوز كما انشق الفجر ،وفى العكس لايجوزالابعد الصلاة ......ولانها تشبه الزكاة فيعتبر فى الاداء مكان المحل وهو المال لامكان الفاعل بخلاف صدقة الفطر حيث يعتبر فيها مكان الفاعل لانها تتعلق بالذمة والمال ليس بمحل لها۔

(وهكذافى الشامية ج٦ص٣١٨، والطحطاوى على الدرج٤ص١٦٣، والبزازية ج ٦ص٢٨٩)

(٦)......وفى الدر المختار (ج٦ص٣٢٠)

ولوتركت التضحية ومضت ايامها تصدق بها حية۔

(قوله ومضت ايامها )قيد به لما فى النهاية :اذاوجبت بايجابه صريحا اوبالشراء لها،ان تصدق بعينها فى ايامهافعليه مثلهامكانهالان الواجب عليه الاراقة وانما ينتقل الى الصدقة اذا وقع اليأس عن التضحية بمضى ايامها۔

(قوله تصدق بها حية )لوقوع اليأس عن التقرب بالاراقة

(٧)......وفى المبسوط للسرخسى (١٢ص٩)

ثم يختص جوازالاداء بايام النحر وهى ثلاثة ايام عندنا قال عليه الصلاة والسلام ايام النحر ثلاثة افضلها اولها فاذا غربت الشمس من اليوم الثالث لم تجز التضحية بعد ذلك۔

(٨)......وفى بدائع الصنائع (ج٤ص١٩٨)

اماوقت الوجوب فايام النحر فلاتجب قبل دخول الوقت لان الواجبات الموقته لاتجب قبل اوقاتها كالصلاة والصوم

www.facebook.com/masimfarooq

فتویٰ نمبر مع رجسٹر | تاریخ | مستفتی

ونحوهما وايام النحر ثلاثة

(۹)...... **وفيه ايضاً (ج٤ ص٢٠٢)**

فاذا لم يؤدفى الوقت بقى الوجوب فى غيره لقيام المعنى الذى له وجبت فى الوقت، فنقول انها لاتقضى بالاراقة، لان الاراقة لاتعقل قربة وانما جعلت قربة بالشرع فى وقت مخصوص فاقتصر كونها قربة على الوقت المخصوص فلاتقضى بعد خروج الوقت ثم قضاء ها قد يكون بالتصدق بعين الشاة حية وقد يكون بالتصدق بقيمة الشاة۔

(۱۰)...... **وفى الهداية (ج٤ ص٤٤٦)**

وهى جائزة فى ثلاثة ايام يوم النحر ويومان بعده...... لنا ماروى عن عمر وعلى وابن عباس رضى الله تعالى عنه قالوا ايام النحر ثلاثة افضلها اولها وقد قالوه سماعاً لان الراى لايهتدى الى المقادير ...... ولولم يضح حتى مضت ايام النحر ان كان اوجب على نفسه او كان فقير اوقد اشترى الاضحية تصدق بها حية وان كا ن غنيا تصدق بقيمة شاة۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

السید

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۶-۱-۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح جزی اللہ تعالیٰ المجیب خیرا

بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ

۲۶/۱/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح

[illegible]

۲۷-۱-۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد المنان عفی عنہ

۲۷/۱/۱۴۲۹ھ

جواب درست ہے کہ موکل پر نفس وجوب ہوئے بغیر وکیل کی طرف سے قربانی معتبر نہیں، لیکن اگر موکل کے شہر میں ایام اضحیہ ختم ہو چکے ہیں، اور وکیل کے شہر میں باقی ہیں، اور وہ موکل کی طرف سے قربانی کر دے تو اسمیں جواز وعدم جواز دونوں کے احتمالات ہیں، اور جواز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وکیل نے جب اپنے ایام اضحیہ میں قربانی کی نیت سے ذبح کیا تو وہ قربانی تو ہو گئی، اور موکل کی طرف سے ہوئی۔ عدم جواز کی صورت میں زیادہ سے زیادہ یہ کہنا ہوگا کہ یہ تطوع ہوا، واجب اس سے ساقط نہ ہوا، لیکن جب تطوع اور وجوب میں تعارض ہو تو فراغ ذمہ کی جانب راجح ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ احتمال دوسرا بھی ہے۔ اسلئے احتیاط پر عمل کرنا چاہئے،
واللہ سبحانہ اعلم

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۲۶-۱-۱۴۲۹ھ

www.facebook.com/masimfarooq